ماہنامہ
انصاراللہ
مارچ 2016ء / جمادی الاوّل، جمادی الثانی 1437ھ / امان 1395ھش

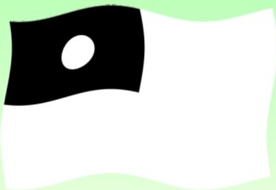

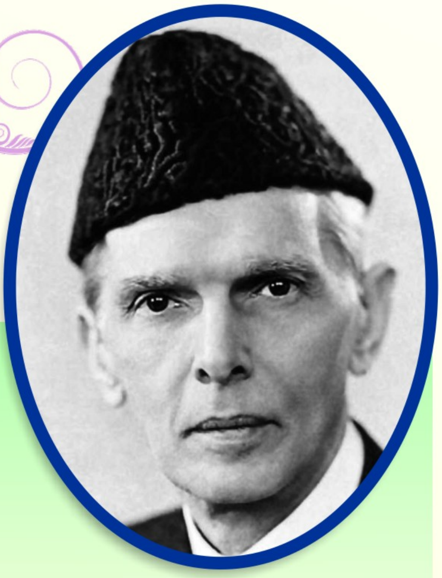

# قائداعظم کا پاکستان

قائداعظم نے فرمایا:

’’آپ آزاد ہیں۔ اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آپ پاکستان کی مملکت میں بالکل آزاد ہیں۔ آپ کسی مذہب، فرقہ، عقیدہ سے تعلق رکھیں اس کا کاروبارِ سلطنت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول سے اپنے نظام کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور مساوی الحیثیت ہیں۔ ہمیں اس مسلک کو اپنے نصب العین کے طور پر سامنے رکھنا چاہئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ جیسے زمانہ گزرتا جائے گا نہ ہندو، ہندو رہے گا اور نہ مسلمان، مسلمان، مذہبی اعتبار سے نہیں کیونکہ یہ تو ذاتی عقائد کا معاملہ ہے بلکہ سیاسی لحاظ سے ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہو جائیں گے‘‘

(مجلس دستور ساز پاکستان سے خطاب بحوالہ خطبات قائداعظم صفحہ 563)

# بیعت کی حقیقت

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام بیعت کی حقیقت اور تقاضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے ''انی احافظ کلّ من فی الدار'' یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے مَیں اُس کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔ پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیّر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اُس کا بیٹا۔ وہ دُکھ اُٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلّیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے...... یہ خدا ہے جو ہمارے سِلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدّم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اُس کی جماعت لکھے جاؤ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اُس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اِس پر عمل کرے اور اُس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اُس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ''

# ماہنامہ انصاراللہ

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ایڈیٹر
محمود احمد اشرف

● مارچ 2016ء۔ جمادی الاوّل، جمادی الثانی 1437ھ۔ امان 1395ہش ● جلد 48 شمارہ 3


## فہرست


| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ● ایک آرزو | 4 | ● ذکر الٰہی اور اس کی برکات | 17 |
| ● ثواب بھی ملتا رہتا | 5 | ● سو فیصد عہدیداران نظام وصیت میں شامل ہوں | 23 |
| ● غلبۂ دین حق (القرآن) | 6 | ● حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق باللہ | 24 |
| ● حکم و عدل (الحدیث) | 6 | ● تجارت کرو! مگر دین کو دنیا پر مقدم رکھو | 30 |
| ● بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے | 7 | ● پیکر رحمت وشفقت | 31 |
| ● وَجِئْتُ لِتَنْجِیَۃِ الْاَنَامِ مِنَ الْهَوٰی (عربی کلام) | 8 | ● خون میں شوگر کے اُتار چڑھاؤ کی وجوہات | 36 |
| ● زندگی در مُردن و عجز و بکاست (فارسی منظوم کلام) | 9 | ● جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں | 38 |
| ● دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا | 10 | ● نتائج مقابلہ سالانہ مقالہ نویسی 2015ء | 40 |
| ● بیعت اولیٰ 23 مارچ 1889ء | 11 | ● مجالس انصاراللہ کی مساعی | 41 |



فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631
مینیجر 0336-7700250
ویب: ansarullahpk.org
ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org
ایڈیٹر: maa549@hotmail.com



**مینیجر و پبلشر:** عبدالمنان کوثر
**پرنٹر:** طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ و ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء
**اشاعت:** دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، ربوہ
**مطبع:** ضیاءالاسلام پریس، چناب نگر
سالانہ چندہ: 300 روپے
**فی پرچہ:** 25 روپے

اداریہ

# ایک آرزو

قوموں کے عروج و زوال اپنے اندر عبرت کے بڑے سامان رکھتے ہیں۔ قرآن کریم تاریخ کے اوراق میں دفن ان داستانوں کو بیان کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ خدا کے فرستادوں کی آواز پر لبیک کہنے والی قومیں دین و دنیا میں سرخرو ہو جاتی ہیں اور اس آسمانی آواز پر کان نہ دھرنے والی قومیں قعر مذلت میں گرتی چلی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار اقوام عالم میں انبیاء کی بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔ بہت سی قومیں پیغام حق کی تکذیب اور انکار کے باعث خدا کے غضب کا شکار ہوئیں اور صفحۂ ہستی سے نابود کر دی گئیں۔ ایسی بھی تھیں جنہوں نے سچائی کو قبول کیا اور دنیا و آخرت میں خدا کے فضلوں کی مورد بن گئیں۔ ان واقعات کے بیان کی غرض و غایت یہی ہے کہ آج کرہ ارض پر بسنے والی قومیں ان سے سبق حاصل کریں۔ قرآن ایک ایسی قوم کا بھی ذکر فرماتا ہے جس نے پہلے ایک فرستادے کا انکار کیا مگر پھر پیغام حق کو قبول کر کے خدا کی طرف رجوع کیا اور اس عذاب سے بچ گئی جو انہیں تباہ و برباد کرنے ہی والا تھا۔

تاریخ انسانی کا یہ نادر اور عجیب واقعہ نینوا کی بستی میں گزرا جہاں خدا تعالیٰ کے ایک نبی حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس خدا کی طرف بلایا جس نے انہیں مبعوث کیا تھا۔ وہ قوم پہلے بھی کسی خدا پر یقین رکھتی تھی مگر وہ ایک مردہ خدا تھا اور ان کا دین محض بے معنی رسوم و رواج کا ایک مجموعہ تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں ایک زندہ خدا کی طرف بلایا اور ان کی بداعمالیوں پر بار بار متنبہ کیا۔ ایمان اور ایمان صالحہ کے نتیجہ میں ملنے والے افضال خداوندی کی خوشخبری دی۔ مگر اس دعوت الی اللہ کو رد کیا گیا اور قوم اپنی بداعمالیوں پر مصر رہی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنے والے عذاب کی خبر دی اور خود اس بستی کو خیرباد کہا۔ آپ کے جانے کے بعد جب عذاب کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تب بعض اہل نظر اور صاحبان بصیرت کو سمجھ آئی کہ خدا کا وہ فرستادہ اور اس کا پیغام برحق تھا۔ وہ یہ جان گئے کہ اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے رجوع الی اللہ کرنے سے ہی ہماری نجات وابستہ ہے۔ لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا گیا۔ شیر خوار بچوں کو ماؤں سے الگ کر دیا گیا۔ ان بچوں کے رونے سے ایسا کہرام مچا کہ ہر آنکھ رونے لگی اور سخت دل بھی پگھلنے لگے۔ اور قوم نے خدا کے حضور ایسی گریہ و زاری کی جس کے نتیجے میں خدائے غفور و رحیم نے اس عذاب کو ٹال دیا جس کے آثار ظاہر ہو چکے تھے۔ قوم یونس صفحۂ ہستی سے مٹنے ہی والی تھی کہ ان کی توبہ نے ان کی تقدیر بدل دی۔ انبیا کی تاریخ کا یہ وہ نادر واقعہ ہے جسے قرآن کریم نے ایک عجیب رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے یہ آرزو کرتا ہے کہ کیوں نہ حضرت یونسؑ کی

قوم کی طرح کوئی اور قوم ہوئی جو خدا پر ایمان لاتی اور اس کا ایمان اسے نفع دیتا۔

خدا تعالیٰ کے اس کلام سے وہ محبت چھلک رہی ہے جو وہ اپنی مخلوق سے رکھتا ہے۔ وہ رحیم و کریم خدا ہرگز اپنے بندوں کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ وہ تو گناہگاروں کی توبہ پر ایسا خوش ہوتا ہے جیسے ماں کو اپنا گمشدہ بچہ مل جائے۔ جیسے صحراء کے مسافر کو اپنا گمشدہ، سامان سے لدا ہوا، اونٹ مل جائے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ اس کے عاجز بندے اس کی طرف رجوع کر کے ہر قسم کے انعامات کے وارث بن جائیں۔ قوموں کی تباہی ان کے بداعمال کا طبعی نتیجہ ہوتی ہے۔ اور ان بداعمالیوں کا عنوان خدا کے فرستادوں اور ان کے پیغام کی تکذیب و تضحیک ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ قوموں کی بربادی کا سبب ان کے دلوں سے ایمان کا اٹھ جانا ہوتا ہے۔

کیا یہ صورت حال آج اقوام عالم کو درپیش نہیں ہے؟ کیا ہمارے اہل نظر اور اہل دانش یہ نہیں کہہ رہے کہ ہم اپنے اعمال کے باعث بربادی کے قریب ہیں؟ کیا عذاب کے آثار ہمیں نظر نہیں آرہے؟ قعر مذلت میں گرتی چلی جانے والی قومیں یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ ان کے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ پس خواب غفلت میں پڑے لوگوں کو خبر ہو کہ اس کا باعث بھی ایک مامور من اللہ کی تکذیب ہے۔ دنیا کے پردے پر کوئی ایسا وجود ضرور ہے جو یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اسے خدا نے مبعوث کیا ہے۔ ہم کس دف سے منادی کریں کہ یہ وجود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ کاش کہ دنیا اس آواز پر کان دھرے اور وہ ایمان حاصل کرے جو ثریا پر جا چکا۔ اور وہ عذاب ٹل جائے جس کے آثار قومی اور عالمی سطح پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ کاش قوم یونس کی طرح کوئی قوم ہوتی جو ایمان لاتی اور ان کا ایمان انھیں دین و دنیا میں نفع دیتا۔

## ثواب بھی ملتا رہتا

**سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:**

’’انسان تب ہی درست ہوتا ہے کہ ہر ایک بات میں کچھ نہ کچھ اس کا رجوع دین کا ہو۔ ہر ایک مجلس میں اس نیت سے جاوے کہ کچھ پہلو دین کا حاصل ہو۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے مکان بنوایا۔ پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ آپؐ وہاں تشریف لے چلیں تو آپ کے قدموں سے برکت ہو۔ جب وہاں حضرت گئے تو آپ نے ایک دریچہ دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کیوں رکھا ہے اس نے عرض کی کہ ہوا ٹھنڈی آتی رہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو یہ نیت کر لیتا کہ (ندا) کی آواز سنائی دے تو ہوا بھی ٹھنڈی آتی رہتی اور ثواب بھی ملتا‘‘

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

القرآن

# غلبۂ دین حق

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔ (الصّف:10)

حدیث نبوی

# حکم و عدل

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلاً فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ......الخ

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 411)

ترجمہ: تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا۔ وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

کلام الامام

# بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کا دعویدار ہے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ (دین) کی نشأۃ ثانیہ کا کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ شروع ہوا، وہ آپ کے ماننے والوں پر بھی اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا تقاضا کرتا ہے تا کہ ہم اُن برکات سے حصہ پاتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پس ہر سال جب 23/مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یومِ مسیح موعود منانا ہے، یا الحمدللہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح وتحمید کا دن ہے وہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود وسلام بھیجنے کا دن ہے۔

پس اس اہمیت کو ہمیں ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے اور یہ اہمیت شرائطِ بیعت پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

عربی منظوم کلام

# وَجِئْتَ لِتَنْجِيَةِ الْاَنَامِ مِنَ الْهَوٰى

وَوَاللّٰهِ هٰذَا كُلُّهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ ⌘ وَيَعْلَمُ رَبِّيْ اَنَّهٗ كَانَ مُرْشِدَا

اور اللہ کی قسم! یہ سب کچھ محمد ﷺ کے فیض سے ہے اور میرا رب خوب جانتا ہے کہ وہی مرشد ہے

وَفِيْ مُهْجَتِيْ فَوْرٌ وَّ جَيْشٌ لِاَمْدَحَا ⌘ سُلَالَةَ اَنْوَارِ الْكَرِيْمِ مُحَمَّدَا

اور میری جان میں ایک جوش اور ولولہ ہے تامیں خدائے کریم کے نوروں کے خلاصے محمد ﷺ کی تعریف کروں

كَرِيْمُ السَّجَايَا اَكْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّهٰى ⌘ شَفِيْعُ الْبَرَايَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْهُدٰى

وہ اعلیٰ خصائل والا اور علم و عقل میں اکمل ہے۔ سب مخلوق کا شفیع اور فضل و ہدایت کا منبع ہے

وَهٰذَا مِنَ النُّوْرِ الَّذِيْ هُوَ اَحْمَدُ ⌘ فِدًى لَّكَ رُوْحِيْ يَا مُحَمَّدُ سَرْمَدَا

یہ سب کچھ اس کے نور کی برکت سے تھا جو کہ احمد ﷺ ہیں۔ میری روح اے محمدؐ! آپ پر ہمیشہ قربان

وَجِئْتَ لِتَنْجِيَةِ الْاَنَامِ مِنَ الْهَوٰى ⌘ فَوَاهًا لِّمُنْجِيْ خَلَّصَ الْخَلْقَ مِنْ رَّدٰى

اور تو مخلوق کو خواہشات نفس سے نجات دینے کے لئے آیا۔ سوآفرین ہے ایسے نجات دہندہ پر جس نے خلقت کو ہلاکت سے بچالیا

وَتَوَرَّمَتْ قَدَمَاكَ لِلّٰهِ قَائِمًا ⌘ وَمِثْلُكَ رَجُلًا مَا سَمِعْنَا تَعَبُّدَا

خدا کے حضور قیام میں تیرے قدم متورّم ہو گئے اور عبادت کرنے میں تیرے جیسا آدمی ہمارے سننے میں نہیں آیا

يُحِبُّ جَنَانِيْ كُلَّ اَرْضٍ وَطِئْتَهَا ⌘ فَيَا لَيْتَ لِيْ كَانَتْ بِلَادُكَ مَوْلِدَا

میرا دل ہر اس زمین سے محبت رکھتا ہے جس پر تو چلا۔ پس کاش تیرا ملک میری جائے پیدائش ہوتا

فارسی منظوم کلام

# زندگی در مُردن و عجز و بکاست

وحی فرقان ست جذبِ ایزدی
تابرندت از خودی در بے خودی

قرآن کی وحی خدا کی ایک کشش ہے تا کہ وہ تجھے نفسانیت سے روحانیت کی طرف لے جائے

ہست قرآں دافعِ شرکِ نہاں
تامرا در اہم از و یابی نشاں

قرآن اندرونی شرک کو دور کرتا ہے۔تا کہ تو خدا کا نشان خدا کی طرف سے ہی پائے

تا رہی از کبر و خود بینی و ناز
تاشوی ممنون فضلِ کار ساز

تا کہ تو تکبر خودبینی اور فخر سے نجات پائے اور اس کار ساز کے فضل کا ہی ممنون ہو

دور شو از کبر تا رحم آیدش
بندگی کُن بندگی مے بایدش

کبر سے دور ہو کہ اُسے تجھ پر رحم آئے۔ بندگی کر کیونکہ اُسے تو بندگی درکار ہے

زندگی در مُردن و عجز و بکاست
ہر کہ اُفتاد است او آخر نجاست

زندگی تو مرنے،عاجزی اور رونے سے ہے جو (اس کے آگے) گر گیا وہی نجات پائے گا

اُردو منظوم کلام

# دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا

کہتے جوشِ اُلفت یکساں نہیں ہے رہتا
دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے
ہم خاک میں ملے ہیں شاید مِلے وُہ دِلبر
جیتا ہوں اِس ہَوس سے میری غذا یہی ہے
دُنیا میں عِشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے
مُشتِ غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا
جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے
دِلبر کا دَرد آیا حرفِ خودی مِٹایا
جب مَیں مَرا جِلایا جامِ بقا یہی ہے
اِس عشق میں مصائب سَو سَو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مُجھ کو دیا یہی ہے
حرفِ وَفا نہ چھوڑوں اِس عہد کو نہ توڑوں
اِس دِلبرِ ازل نے مُجھ کو کہا یہی ہے

مکرم محمد محمود طاہر صاحب، نائب صدر صف دوم

# بیعت اولیٰ 23/ مارچ 1889ء

دین کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا انتخاب کیا۔ آپ کی 13/ فروری 1835ء بروز جمعۃ المبارک قادیان دارالامان میں ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی بستی میں آپ نے اپنا پاکیزہ بچپن گزارا۔ عبادت الٰہی، عشق مصطفیؐ، عشق قرآن آپ کی سرشت میں موجزن تھا۔ خلوت نشینی کو پسند فرماتے۔ اپنے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ کی خواہش پر چند سال سیالکوٹ میں ملازمت اختیار کی۔ اور اس عرصہ کو بھی آپ نے دینی برتری کے لئے استعمال کیا۔ اور یہاں ہی سے آپ نے دعوتِ دین کا آغاز فرمایا اور امور حقانی کے اثبات اور غلبہ کیلئے کامیاب سعی فرمائی۔ حقانیت دین کی اس کامیاب مہم کو مباحثات، مکالمات اور مضامین کی صورت میں جاری رکھا۔

قلمی جہاد کے لئے آپ نے ابتداً اخبارات کا ذریعہ اختیار فرمایا۔ اخبارات ورسائل منگواتے اور مضامین بھی لکھتے۔ آپ کے والد ماجد کی وفات 1876ء میں ہوئی۔ اس وفات کی اطلاع آپ کو الہاماً ہوئی اور پھر فکر پیدا ہوئی تو الہاماً ہی کفالت الٰہی کے دائمی وعدہ سے آپ کو نوازا گیا۔ اور پھر کثرت مکالمات ومخاطبات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مختلف مذاہب کے ساتھ حقانیت دین کی خاطر میدان میں اترے اور کامیاب جرنیل کے طور پر متعارف ہوئے۔

**خلعتِ ماموریت:** 1880ء سے 1884ء کے عرصہ میں اپنی معرکۃ الآراء تالیف کی وجہ سے آپ کا شہرہ ہر طرف پھیل گیا اور دیئے گئے۔ ان کتب میں دیئے انعامی چیلنج کے مقابل پر کوئی سامنے نہ آیا یوں حقانیت دین سب پر آشکار کرنے میں سرخرو ہوئے۔ اسی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعتِ ماموریت سے سرفراز فرمایا۔ ماموریت کا پہلا الہام 1882ء میں ہوا جس میں یہ خبر دی کہ (عربی سے ترجمہ) اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلایا۔ خدائے رحمٰن نے تجھے قرآن سکھایا۔ تا تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا۔ اور تا مجرموں کی راہ کھل جائے۔ تو کہہ دے میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور اول ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔

ماموریت کے الہام کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر روحانی مراتب کے اعزازات اور القابات سے بھی یاد کیا جن سے آپ کی روحانی شان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ سب برکات مقامِ فنا کے نتیجہ میں اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو حاصل ہوئیں۔

سعید فطرت لوگوں نے آپ کو پہچان لیا اس مقام کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملا تھا اور پھر خود زمانہ

بھی بزبان حال مامور من اللہ کا تقاضا کر رہا تھا۔کئی سعید فطرت اور آپ سے عقیدت رکھنے والے لوگ آپ سے بیعت کی درخواست کرتے لیکن آپ یہی فرماتے کہ ابھی بیعت کا اذن نہیں ہے۔بعض بزرگان تو اس اذن الٰہی کے انتظار میں راہی ملکِ بقا بھی ہو گئے۔جیسے حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی۔

**بیعت کا حکم:** نشان نمائی کے مطالبہ پر آپ 1886ء میں سفر ہوشیار پور تشریف لے گئے جس کے نتیجہ میں آپ کو 20 فروری 1886ء والی عظیم الشان پیشگوئی پسر موعود سے نوازا گیا۔1888ء وہ سال ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم ملا۔اس ارشاد ربانی کے عربی الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔

’’جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر۔جو لوگ تیری بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا‘‘

**اعلان بیعت:** ایک طرف تو بشیر اول کی وفات (4/فروری 1888ء) کے نتیجہ میں مخالفین نے پیشگوئی پسر موعود کے تناظر میں ہنسی ٹھٹھا کیا اور طوفان بدتمیزی بپا کر دیا تو دوسری جانب حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس وقت کو اعلان بیعت کے لئے موزوں ترین سمجھا تا جو لوگ اس سلسلہ میں آئیں وہ پاک طینت اور طیب صفات ہوں۔چنانچہ حضور علیہ السلام نے اشتہار یکم دسمبر 1888ء کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا۔

**شرائط بیعت:** 12/جنوری 1889ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔اس روز جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سلسلہ میں داخلہ کے لئے دس شرائط بیعت لکھ کر اس کا اشتہار دیا وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے آنگن میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (مصلح موعود) کا پھول کھلا دیا۔گویا ایک ہی روز میں شرائط بیعت اور حضرت مصلح موعود کی پیدائش نے بتا دیا کہ پسر موعود کے ذریعہ جماعت کو غیر معمولی استحکام ملے گا اور اشاعت دین ہوگی۔

**لدھیانہ آمد:** بیعت لینے کے لئے حضور علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام کو منتخب فرمایا اور شرائط بیعت کے اشتہار 12/جنوری 1889ء کے بعد 4/مارچ 1889ء کو آپ لدھیانہ تشریف لے گئے۔یہاں آپ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے مکان واقع محلہ جدید میں قیام پذیر ہوئے اور انہیں کے گھر کو بیعت اولیٰ کے لئے منتخب فرمایا۔انہی ایام میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی شادی محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت صوفی احمد جان صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی جس میں حضور علیہ السلام بھی شریک ہوئے۔

حضرت صوفی احمد جان صاحب کا گھر بعد میں ’’دارالبیعت‘‘ کہلایا۔اب بھی یہ مکان جماعت کے پاس ہے اور احباب جماعت اس تاریخی اور بابرکت مقام میں دعا کے لئے جاتے ہیں۔

**اغراض بیعت:** لدھیانہ سے 4؍مارچ 1889ء کے اشتہار کے ذریعہ حضور علیہ السلام نے بیعت کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔آپ نے تحریر فرمایا کہ

''یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق (دین حق) کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو''

گویا بیعت اور قیام سلسلہ کا مقصد متقیوں کے گروہ کو پیدا کرنا ہے۔جو دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور اس کے نتیجہ میں دین کو عظمت اور برکت حاصل ہو۔اور اس کے نتیجہ میں دین کو غلبہ عطا ہو۔چنانچہ اسی اشتہار میں حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ

''خدا تعالیٰ ......اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کریگا۔وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشو و نما دے گا......وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائیگی''

اشتہار کے آخر پر آپ نے بیعت کرنے والے احباب کو ہدایت فرمائی کہ وہ 20؍مارچ 1889ء کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔آپ کے اس اشتہار کے نتیجہ میں برصغیر کے مختلف شہروں اور علاقوں سے احباب لدھیانہ پہنچ گئے۔حضور علیہ السلام نے 15؍مارچ 1889ء کو ہوشیار پور میں شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے بیٹے کی شادی میں بھی شرکت فرمائی اور چند دن ہوشیار پور قیام فرمایا۔

**بیعت اولیٰ کا آغاز:** 23؍مارچ 1889ء کو حضرت صوفی احمد جان کے مکان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت اولیٰ کا آغاز فرمایا۔سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی کو حاصل ہوا۔حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے ایک عرصہ سے حضور علیہ السلام کو عرض رکھا تھا کہ جب حضور کو اذن بیعت ہو تو سب سے پہلے آپ سے بیعت لی جائے۔چنانچہ حضور نے یہ درخواست منظور فرمالی۔بعد ازاں جب حضورؑ کو بیعت کا حکم ملا تو حضورؑ نے آپ کو بیعت سے پہلے استخارہ کا ارشاد فرمایا جس کا طریق بھی حضور نے بتایا۔چنانچہ حکیم مولانا نورالدین صاحب حضورؑ کے ارشاد کے تحت استخارہ کر کے لدھیانہ پہنچے جہاں 23؍مارچ 1889ء کو آپ نے اول المبائعین ہونے کا شرف حاصل کیا۔پہلے روز چالیس افراد نے بیعت کا شرف حاصل کر کے قافلہ احمدیت کی بنیاد رکھی۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑتے جیسے مصافحہ کیا جاتا پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے اور تمام شرائط کو پڑھوا کر اقرار لیا......

حضورؑ نے جن الفاظ میں آپ سے بیعت لی تھی وہ آپ کی درخواست پر حضورؑ نے اپنے قلم سے لکھ کر انہیں عنایت فرمادیئے تھے۔اس تحریر کا عکس تاریخ احمدیت جلد 3 کے صفحہ 123 پر موجود ہے۔

**بیعت کے الفاظ:** حضورؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیعت لی۔

''آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور میری سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور ۱۲ جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہونگا۔اور اب بھی اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔استغفراللہ ربی۔استغفراللہ ربی۔استغفراللہ ربی من کل ذنب وا توب الیہ۔(اس کے بعد تشہد)رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الاانت''

**طریق بیعت احباب:** حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب راویت کرتے ہیں کہ جب حضرت صاحب نے پہلے دن لدھیانہ میں بیعت لی تو اس وقت آپ ایک کمرہ میں بیٹھ گئے تھے اور دروازہ پر حضرت شیخ حامد علی صاحب کو مقرر کر دیا تھا اور ان کو کہہ دیا تھا کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ کے اندر بلاتے جاؤ چنانچہ آپ نے پہلے حضرت خلیفہ اول کو بلوایا۔ان کے بعد میر عباس علی کو پھر میاں محمد حسین مرادآباد خوشنویس کو اور چوتھے نمبر پر مجھ کو اور پھر ایک یا دو اور لوگوں کو نام لیکر اندر بلایا پھر اسکے بعد شیخ حامد علی صاحب کو کہہ دیا کہ خود ایک ایک آدمی کو اندر داخل کرتے جاؤ۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اوائل میں حضور ہر ایک کی الگ الگ بیعت لیتے تھے لیکن پھر بعد میں اکٹھی لینے لگ گئے۔اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ پہلے دن جب آپ نے بیعت لی تو وہ تاریخ 20/رجب 1306 ہجری بمطابق 23/مارچ 1889ء تھی''

**رجسٹر بیعت:** لدھیانہ قیام کے دوران بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار ہوا جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا **''بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت''** اس رجسٹر میں ایک نقشہ تھا جس میں نمبر شمار، تاریخ ہجری، تاریخ عیسوی، نام مع ولدیت، وطن، موجودہ سکونت، پیشہ وغیرہ اور کیفیت کے خانے بنائے گئے تھے۔

اس رجسٹر میں بیعت کنندگان کے اسماء کوائف درج کئے جاتے تھے۔اس رجسٹر کا ابتدائی صفحہ ضائع ہو چکا ہے۔جس کی وجہ سے ابتدائی بیعت کرنے والے آٹھ احباب کے کوائف تفصیل کے ساتھ میسر نہیں ہیں۔دستیاب رجسٹر میں 9 نمبر پر رفیق حضرت شیخ حامد علی صاحب ہیں حضور علیہ السلام کے خادم خاص تھے۔اس کے بعد نمبر 10 حضرت منشی رستم علی صاحب نمبر 11 حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب نمبر 12 حضرت میر عنایت علی صاحب شامل ہیں۔

یہ رجسٹر بیعت حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاغذات میں سے ملا تھا جو انہوں نے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو دے دیا جنہوں نے اس رجسٹر کو خلافت لائبریری ربوہ میں رکھوایا۔

**عورتوں کی بیعت:** مردوں کی بیعت کے بعد حضور علیہ السلام گھر تشریف لائے تو بعض عورتوں نے بھی بیعت کی سب سے پہلے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی اہلیہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ نے بیعت کی۔ یاد رہے کہ حضرت اماں جان ابتداء ہی سے حضرت علیہ السلام کے تمام دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے اپنے آپ کو بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔

بیعت اولیٰ کے بعد سب احباب کو کھانا کھلایا گیا اور حضور علیہ السلام نے بھی کھانا نوش فرمایا جس کے بعد نماز ہوئی۔

**حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی روایت:** حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی ان خوش قسمت رفقاء میں شامل تھے جنہوں نے پہلے دن بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں:

''بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کر لیتے تھے۔ اشتہار پہنچنے سے دوسرے دن چل کر تیسرے دن صبح ہم نے بیعت کی۔ پہلے منشی اروڑا صاحب نے پھر میں نے۔ میں جب بیعت کرنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی منشی اروڑا صاحب نے تو بیعت کر لی۔ اور محمد خان صاحب نہا رہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں۔ چنانچہ محمد خان صاحب نے بیعت کر لی۔ ان کے ایک دن بعد منشی عبدالرحمٰن صاحب نے بیعت کی۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب منشی اروڑا صاحب اور محمد خان صاحب تو بیعت کر کے واپس آ گئے کیونکہ یہ تینوں ملازم تھے۔ میں 15۔20 روز لدھیانہ ٹھہرا۔ اور بہت سے لوگ بیعت کرتے رہے۔

حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔ اس لئے ایک دن میں بیس پچیس کے قریب بیعت ہوتے تھے۔

**بیعت کے بعد نصائح:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ بیعت کے بعد بیعت کنندگان کو کچھ نصائح کرتے کیونکہ بیعت ایک تبدیلی کا نام ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

''بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے''

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو بیعت کا زبانی اقرار کچھ شئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا...... چاہئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسائیوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ

نہیں رہا جو پہلے تھا‘‘

فرمایا

’’تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لیا کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عہد تمہارا اللہ کے ساتھ ہے جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہئے‘‘

فرمایا:

’’دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپرواہ کر دے۔ دنیا اور اس کے فوائد کو تو آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دور۔ اس طرح دل سخت ہو جاتا اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے تیار رہو‘‘

**بیعت کا فائدہ:** بیعت کرنے کے بعد حضور علیہ السلام کی نصائح کی روشنی میں مبائعین نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی اور ان کی دنیا یکسر بدل گئی اور وہ آسمانِ احمدیت کے روشن ستارے بن گئے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ انہیں روشن ستاروں میں ایک پاک وجود حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بھی ہے۔ کسی شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر کے کیا فائدہ حاصل کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا:

’’دنیا سے سرد مہری، رضا بالقضا کا ابتداء، اخلاص، فہم قرآن میں بیّن ترقی، طول امل سے تنفر اور المنکر سے بحمداللہ حفاظت۔ فتن دجال سے بحمداللہ حفاظتِ تامہ۔ کبر، کسل، کذب، کفر، جبن سے امن تامہ‘‘ (الحکم 31 راگست 1907ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عہد بیعت کو نبھانے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## تعلق باللہ کے حوالہ سے رفقاء حضرت مسیح موعود کا ایک واقعہ

حضرت مولوی فضل دین صاحب نے بتایا کہ:

’’ایک دن حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی مجھے ہمراہ لے کے ایک پھل فروش سے پھل خریدنے لگے۔ میرا دل چاہا کہ انگور بھی خریدیں۔ مگر کئی قسم کے پھل خریدے لیکن انگور نہ خریدے اور چل پڑے تھوڑی دور جا کر یکدم پلٹے اور پھر پھل فروش کی دوکان پر جا کر انگور خریدے اور گھر کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ میں مجھ سے فرمایا کہ

**’’اگر انگور لینے تھے تو خود ہی کہہ دیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سے کیوں کہلوایا؟‘‘**

(روزنامہ الفضل جنوری 1995ء)

مکرم طاہر محمود احمد صاحب

# ذکرِ الٰہی اور اس کی برکات

خالقِ کائنات نے اپنی قدرتِ کاملہ سے زمین و آسمان کو تخلیق کیا۔اس میں ہر قسم کی مخلوق پیدا کی۔ان میں سے اشرف المخلوقات انسان کو قرار دیا۔خدا تعالیٰ نے انسان کی ضروریاتِ زندگی کے لئے قسماقسم کے کھانے اور پینے کے سامان مہیا کیے۔اس کے دل بہلانے کے لئے چرند پرند اور کئی رنگوں کی مخلوق پیدا کی۔انسان کو چاہئے کہ وہ اس ہستی کی عبادت کرے اور ہر دم اس کی یاد میں کھویا جائے جس نے اس پر بے انتہاء احسانات کیے۔اُسی کے عشق میں ڈوب جائے اور اس کی یاد میں محو ہو جائے۔اسی کے احسانوں کے تذکرے کرتا رہے اور اس کی صفاتِ حسنہ کے گُن گاتا رہے۔کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کوئی کسی سے عشق کرے اور پھر اس کا ذکر اس کی زبان پر نہ آئے۔کتنا سچا اور حقیقی یہ شعر ہے۔

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشق صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

**حقیقی ذکرِ الٰہی کی چار اقسام:** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’جو واقعہ میں ذکر اللہ ہیں اور جن کا قرآن کریم میں بڑے زور سے حکم دیا گیا ہے‘ وہ ذکر اَور ہیں اور وہ چار طرح کے ہیں۔ان کا چھوڑنا بہت بڑے ثواب سے محروم رہنا ہے۔اس لئے ان کو کبھی ترک نہیں کرنا چاہئے۔ان میں سے پہلا ذکر نماز ہے۔(2) قرآن کریم کا پڑھنا۔(3) اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان تکرار سے اور ان کا اقرار کرنا اور ان کی تفصیل اپنی زبان سے بیان کرنا۔(4) جس طرح خدا تعالیٰ کی صفات کو علیحدہ اور گوشے میں بیان کرنا اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا اظہار کرنا۔

**۱۔ ذکرِ الٰہی کی ایک صورت نماز:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے۔استغفار ہے اور درود شریف۔تمام وظائف اور اَوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں ......نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا ہے......

**۲۔ قرآن کریم بطور ذکر:** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’دوسرا ذکر قرآن کریم ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے......(الحجر:۱۰) کہ ہم نے ہی ذکرُ اتارا

ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔قرآن کریم کے نازل کرنے کو ذکر کا نازل کرنا قرار دیا ہے۔

**۳۔ ذکرِ الٰہی، نماز کے علاوہ ہے:** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ذکر نماز کے علاوہ ہے کیونکہ نماز میں ہی اگر صفات اللہ کا بیان کرنا کافی ہوتا تو پھر خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا..... کہ جب تم نماز پڑھ چکو تو پھر اللہ کا ذکر کرو۔کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر۔پھر فرماتا ہے..... (النور:۳۸) اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں کہ ان کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہیں روکتی کیونکہ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جبکہ آنکھیں اور دل منقلب ہو جائیں گے۔یہاں نماز کے علاوہ ایک ذکر اللہ بیان فرمایا ہے۔

**۴۔ علی الاعلان صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان:** چوتھا ذکر یہ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو عَلَی الْاِعلان لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔اس کا ثبوت یہ ہے.....(المدثر:۲تا۸) ان آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ کھڑا ہو جا اور تمام لوگوں کو ڈرا دے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی بڑائی لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہئے۔یہ تو ہوئے وہ ذکر جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے''

**ذکرِ الٰہی کی فضیلت:** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو سب سے بہتر اور سب سے پسندیدہ ہو اور سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہو اور اس سے بہتر ہو کہ کوئی جہاد کے لئے جائے اور دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو جائے۔صحابہؓ نے کہا فرمائیے۔آپؐ نے فرمایا۔وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکرِ الٰہی کا درجہ بہت بلند ہے۔صحابہؓ نے کہا۔یا رسول اللہؐ کیا جہاد سے بھی اس کا درجہ بلند ہے۔آپؐ نے فرمایا۔ہاں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔وجہ یہ کہ ذکر الٰہی جہاد کی ترغیب دیتا ہے۔

**بہترین ذکر:** عن جابرؓ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یقول: افضل الذکر: لا الہ الا اللّٰہ و افضل الدعاء: الحمد للّٰہ۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب دعوۃ المسلم مستجابۃ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر کلمہ توحید ہے۔ **لا الہ الا اللّٰہ** (یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور بہترین دعا **الحمدللہ** ہے۔

**دو کلمات کی فضیلت:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم کی نسبت فرمایا۔

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن۔ (بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ)

ترجمہ۔ کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ جو زبان سے کہنے میں چھوٹے ہیں مگر جب قیامت کے دن وزن کئے جائیں گے تو ان کا اتنا بوجھ ہوگا کہ ان کی وجہ سے نیک اعمال کا پلڑا بہت بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں۔

**زندگی بخش ذکرِ الٰہی:** عن ابی موسی الاشعریؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال : مثل الذی یذکر ربہ و الذی لایذکرہ مثل الحی و المیت- و رواہ مسلم فقال مثل البیت الذی یذکر اللّٰہ فیہ و البیت الذی لایذکر اللّٰہ فیہ مثل الحی و المیت-

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللّٰہ تعالیٰ-مسلم کتاب الصلوۃ باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ و جوازھا فی المسجد)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکرِ الٰہی کرنے والے اور ذکرِ الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے یعنی جو ذکرِ الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔ مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا‘ ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے جسم کا ہر حصہ نیکی اور صدقہ میں شامل ہو سکتا ہے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے‘ الحمدللّٰہ کہنا صدقہ ہے‘ لا الٰہ الا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے‘ تکبیر کہنا صدقہ ہے‘ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے‘ برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ان سب نیکیوں کے برابر ہے۔

**جنت کا ایک خزانہ:** عن ابی موسیؓ قال : قال لی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و سلم : الا ادلک علی کنز من کنوز الجنۃ؟ فقلت : بلی یا رسول اللہ! قال : لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ۔

(بخاری کتاب الدعوۃ باب قول لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ ۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لاحول پڑھا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کے کرنے کی قوت۔

**خدا اور بندے کے ذکر میں نسبت:**......حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو

میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر میری طرف وہ ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

**مجالسِ ذکر جنت کے باغات:** ......حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

**فرشتوں کو مجالسِ ذکر کی تلاش:** ......حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں۔ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں، اے میرے رب۔ انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں؟ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں

سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بد بخت نہیں رہتا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

**ذکر کے فوائد:** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''سب سے بڑا فائدہ جو ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نیک کام ہے اس لئے دوسرے کاموں کی طرح اس سے خدا راضی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس سے خاص طور پر راضی ہوتا ہے کیونکہ جس قدر کوئی بڑا کام ہو اسی قدر اس کا بڑا انعام بھی دیا جاتا ہے۔ ذکر کے متعلق ایک جگہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے......(التوبہ : ۷۲) کہ سب سے بڑا انعام رضوان اللہ ہے۔ چونکہ اکبر کا انعام بھی اکبر ہی ہو سکتا ہے۔ اصغر نہیں۔ اس لئے ان دونوں اکبروں نے بتا دیا کہ رضوان اللہ کس کے بدلہ میں ملتی ہے۔ ذکر اللہ کے بدلہ میں اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دوسرے انعامات کو بیان فرما کر وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ سے بتلا دیا کہ رضوان کوئی اور نئی چیز ہے اور یہ سب سے اکبر ہے اور واقعہ میں بندہ کے لئے سب سے بڑا انعام یہی ہے کہ اللہ اس پر راضی ہو جائے۔ اس بڑے انعام کو حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرما دیا کہ ذکر اللہ کرو گے تو یہ دوسرا اکبر جو رضوان اللہ ہے مل جائے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے......(الرعد : ۲۹) قلوب کو ذکر سے طمانیت حاصل ہوتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ گھبراہٹ اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھے کہ میں اس مصیبت سے ہلاک ہونے لگا ہوں اور اگر اسے یہ یقین ہو کہ ہر ایک مصیبت اور تکلیف کا علاج ہے تو وہ نہیں گھبرائے گا۔ پس جب کوئی شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ غیر محدود طاقتیں رکھتا ہے اور ہر قسم کی تکلیفوں کو دور کر سکتا ہے تو اس کا دل کہتا ہے کہ جب میرا ایسا خدا ہے تو پھر مجھے کسی مصیبت سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود اس کو دور کر دے گا اس طرح اس کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

**ذکر الٰہی کرتے وقت کی پانچ حالتیں:** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''برخلاف ان کے قرآن کریم سے جو ذکر الٰہی کرنے کی حالت معلوم ہوتی ہے اس میں یہ کہیں نہیں کہ ذکر الٰہی کرتے ہوئے غشی آ جاتی ہے اور بیہوشی طاری ہو جاتی ہے یا سننے والے سر مارنا اور اچھلنا شروع کر دیتے ہیں۔ بلکہ ذکر الٰہی کے متعلق خدا تعالیٰ پھر فرماتا ہے کہ......(الانفال:۳) پھر فرماتا ہے......(مریم:۵۹) ذکر الٰہی کرنے والوں کی یہ حالتیں ہوتی

ہیں۔(1)مومن جب ذکر اللہ کرتے ہیں تو ان کے دل ڈر جاتے اور ان میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا رب بڑی شان والا اور شوکت والا ہے۔(2) اِقْشِعْرَار ہو جاتا ہے۔ یعنی خوف سے ان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (3) کہ ان کے بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں۔(4) وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ یعنی عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔(5) رونے لگ جاتے ہیں۔ یہ پانچ حالتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ اگر ناچنا کودنا بیہوش ہونا اور زور زور سے چیخنا بھی ہوتا تو خدا تعالیٰ ان کو بھی بیان کرتا اور فرما دیتا کہ مومن وہ ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اپنے کپڑے پھاڑ کر پرے پھینک دیتے ہیں۔ اور کودنے شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ یا الٹے لٹک کر سر ہلانا اور حال کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو ان میں سے کوئی ایک بات بھی بیان نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا ذکر الٰہی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔‘‘

**رات کے وقت ذکر الٰہی:** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’جب سونے لگے تو کوئی ذکر کر کے سوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رات کو ذکر کرنے کے لئے پھر اس کی آنکھ کھل جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سونے سے پہلے یہ ذکر کیا کرتے تھے۔ آیت الکرسی پھر تینوں قُل ایک ایک دفعہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھ سارے جسم پر پھیرتے اور ایسا تین دفعہ کرتے تھے اور پھر دائیں طرف منہ کر کے یہ عبارت پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّ رَھْبَۃً اِلَیْکَ لَامَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی الدعاء اذا اوی الی فراشہ)

اسی طرح ہر ایک مومن کو چاہئے اور پھر چارپائی پر لیٹ کر دل میں **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ** یا کوئی اور ذکر جاری رکھنا چاہئے حتیٰ کہ اس حالت میں آنکھ لگ جائے۔ کیونکہ جس حالت میں انسان سوتا ہے عام طور پر وہی حالت ساری رات اس پر گذرتی رہتی ہے۔ اس لئے جو شخص تسبیح و تحمید کرتے سوئے گا۔ گویا ساری رات اسی میں لگا رہے گا۔ دیکھو عورتیں یا بچے اگر کسی غم اور تکلیف میں سوئیں تو سوتے سوتے جب کروٹ بدلتے ہیں۔ تو دردناک اور غمگین آوازنکالتے ہیں۔ کیونکہ اس غم کا جو سوتے وقت ان کو تھا ان پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تسبیح کرتے سوئے گا۔ تو جب کروٹ بدلے گا اس کے منہ سے تسبیح کی آواز ہی نکلے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہوتے ہیں کہ ...... (السجدہ : ۱۷) یعنی ان کے پہلو بستروں سے اٹھتے رہتے ہیں۔ اور وہ خوف اور طمع سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس سے خرچ کرتے ہیں۔ بظاہر تو یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم بھی سوتے تھے۔اور دوسرے سب مومن بھی سوتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ چونکہ وہ تسبیح کرتے کرتے سوتے ہیں۔ اس لئے ان کی نیند نیند نہیں ہوتی بلکہ تسبیح ہی ہوتی ہے۔اور اگرچہ وہ سوتے ہیں مگر درحقیقت سوتے نہیں۔ان کی کمریں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔اور وہ خدا کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں''

**ذکر کے متعلق احتیاطیں:** حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''مجلس میں اونچی آواز سے ذکر نہ کیا جائے۔بعض دفعہ اس طرح ریاء پیدا ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دوسرے لوگوں کو ذکر کرنے یا نماز پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو بات نئی اختیار کی جائے۔وہ بوجھل معلوم ہوتی ہے اور اس کے کرنے سے دل گھبراتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذکر کرنے میں دل نہیں لگتا۔لیکن کیا ایک ہی دن میں کوئی شخص کسی فن میں کامل ہو جاتا ہے۔ہرگز نہیں بلکہ آہستہ آہستہ اور کچھ مدت کے بعد ایسا ہوتا ہے۔پس اگر ابتداء میں کسی کا دل نہ لگے اور اسے بوجھ سا معلوم ہو تو وہ گھبرائے نہیں۔آہستہ آہستہ دل قبول کرلے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ ذکر کو قائم رکھا جائے۔پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ذکر کرنے میں لذت بھی آجاتی ہے۔مگر انہیں چاہئے کہ نفس کے لئے لذت نہ تلاش کریں۔اور ذکر کرنے کے وقت یہ نیت نہ ہو کہ لذت حاصل ہو۔بلکہ عبادت سمجھ کر کرنا چاہئے۔کیونکہ لذت اصل چیز نہیں ہے۔اصل چیز عبادت ہے۔اور عبادت اسی وقت قبول ہوتی ہے جبکہ عبادت سمجھ کر کی جائے۔آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں ذکر الٰہی کرنے کی توفیق دے اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔آمین ثم آمین

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ مجلس انصاراللہ پاکستان 2015ء

## سوفیصد عہدیداران نظام وصیت میں شامل ہوں

مجلس شوریٰ انصاراللہ پاکستان 2015ء کی تجویز نمبر 1 کی منظور شدہ سفارش نمبر 4 حسب ذیل ہے:

''4- حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد:

''سوفیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اپریل 2006ء) کی روشنی میں انصاراللہ کے تمام عہدیداران سے کام شروع کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ انصاراللہ کی ہر سطح کے ممبران عاملہ نظام وصیت میں شامل ہو جائیں''

(مرسلہ: شعبہ صف دوم مجلس انصاراللہ پاکستان)

مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

# حضرت مسیح موعود کا تعلق باللہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی مبارک زندگی کا ہر پل اور آپ کی ایمان افروز تحریرات کا ہر لفظ صرف محبت الٰہی اور تعلق باللہ کے گرد گھومتا نظر آتا ہے باقی تمام رشتے اور محبتیں اس کے طفیل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ آپ کو اپنے بچپن کے زمانہ سے ہی خدا تعالیٰ کی طرف رغبت تھی۔ آپ کے سوانح نویس شیخ یعقوب علی صاحب ایک عجیب واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی کو جس سے بعد میں آپ کی شادی بھی ہوگئی، کہا کرتے تھے۔

دُعا کر خدا نماز میرے نصیب کرے

ایک احمدی ٹیچر میاں محمد حسین صاحب سکنہ بلوچستان کی روایت ہے کہ مجھے مولوی برہان الدین صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ مولوی غلام رسول صاحب نے جو ولی اللہ صاحب کرامات تھے۔ فرمایا:

''اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔ انہوں نے یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی۔ مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا۔''

اس سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ آپ میں اپنے بچپن کے زمانہ سے ہی رشد وہدایت اور تقویٰ طہارت کے ایسے آثار پائے جاتے تھے اور جو آپ کے خدا تعالیٰ سے خاص قسم کے قلبی لگاؤ کو ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک شعر میں خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

خدا تعالیٰ کی ذات سے اپنے فطری لگاؤ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلب سلیم تھا یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اس کا بجز خدائے عزوجل کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا ہوں مگر میں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزوجل کے کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔

حضرت مسیح موعود کا جوانی کا عالم تھا جبکہ انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور مادی آرام و آرائش کی خواہش اپنے

پورے کمال پر ہوتی ہے۔اور حضور علیہ السلام کے بڑے بھائی صاحب ایک معزز عہدہ پر فائز ہو چکے تھے اور یہ بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں ایک رشک یا کم از کم نقل کا رجحان پیدا کر دیتی ہے۔اس وقت حضرت مسیح موعود کے والد صاحب نے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کو کہلا بھیجا کہ آج کل ایک ایسا بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلوا سکتا ہوں۔یہ سکھ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوا اور والد محترم کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقع ہے۔اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔حضرت مسیح موعود نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا۔حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر

''میری نوکری کی فکر نہ کریں۔میں نے جہاں نوکر ہونا تھا، ہو چکا ہوں۔سکھ زمیندار نے والد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جواب بتلایا۔آپ کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ ''اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں۔تو پھر خیر ہے اللہ اُسے ضائع نہیں کرے گا......''

مگر باوجود اس کے وہ شفقت پدری اور دنیا کے ظاہری حالات کے ماتحت اکثر فکر مند بھی رہتے تھے کہ میرے بعد اس بچہ کا کیا ہوگا۔حضرت مسیح موعود کو بھی والد کے قرب وفات کے خیال سے کسی قدر فکر ہوا۔لیکن خدا نے عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلی دی......''یعنی اے میرے بندے تو کس فکر میں ہے۔کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟''حضرت مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا۔اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا تھا اور اس کے بعد مجھ پر خدا کے متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تُو ہی ہے سب سے پیارا

ایک دفعہ ایک بڑے افسر یا رئیس نے حضرت مسیح موعود کے والد سے پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے مگر ہم نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔والد صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے۔اگر اُسے دیکھنا ہو تو بیت الذکر کے کسی گوشے میں جا کر دیکھ لیں۔وہ تو مسیتڑ ہے اور اکثر

بیت الذکر میں ہی رہتا ہے اور دنیا کے کاموں میں اُسے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ روایت پڑھتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آ جاتی ہے۔ رَجُلٌ کَانَ قَلْبُہٗ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِاِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ۔ یعنی وہ شخص خدا کے خاص فضل و رحمت کے سایہ میں ہے۔ جس کا دل ہر وقت بیت الذکر میں لٹکا رہتا ہے۔

بیت الذکر میں دل کے لٹکے رہنے سے یہ مراد ہے کہ ایسا شخص خدا کی محبت اور اس کی عبادت میں اتنا منہمک رہتا ہے کہ اس کا زیادہ وقت بیت الذکر میں ہی گزرتا ہے اور اگر وہ کسی کام وغیرہ کی غرض سے بیت الذکر سے باہر آتا ہے تو اس وقت بھی وہ گویا اپنا دل بیت الذکر میں ہی چھوڑ آتا ہے کہ کب یہ کام ختم ہو اور کب میں اپنے نشیمن میں واپس پہنچوں۔

**محبت الٰہی کے تجربات میں وسعت:** منصبِ ماموریت کے بعد آپ کے تعلق باللہ اور محبت الٰہی کے تجربات میں بہت وسعت ہوئی اور آپ نے اپنے تجربات کو زیادہ مؤثر اور احسن انداز میں پیش فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’بندہ تو حسن معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے۔ اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔ اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور اپنی زمین و آسمان کو اس کے خادم بنا دیتا ہے اور اس کے کلام میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے تمام در و دیوار پر نور کی بارش کرتا ہے اور اس کی پوشاک اور اس کی خوراک میں اور اس مٹی میں بھی جس پر اس کا قدم پڑتا ہے، ایک برکت رکھ دیتا ہے اور اس کو نامراد ہلاک نہیں کرتا۔ اور ہر ایک اعتراض جو اس پر ہو اس کا آپ جواب دیتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اس کے دشمنوں کے مقابل پر آپ نکلتا ہے اور شریروں پر جو اس کو دکھ دیتے ہیں آپ تلوار کھینچتا ہے۔ ہر میدان میں اُس کو فتح دیتا ہے اور اپنی قضا و قدر کے پوشیدہ راز اس کو بتلاتا ہے‘‘

حضرت مسیح موعود کو بھی اللہ تعالیٰ کی اس محبت اور اس معیت اور اس غیرت پر ناز تھا چنانچہ جب آپ کو مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپ اس وقت ناسازی طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی جوش کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ: وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔

چنانچہ اپنے ایک شعر میں بھی فرماتے ہیں: ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال اے روبۂ زار نزار

اسی طرح مولوی کرم دین والے مقدمہ کے تسلسل میں فرماتے ہیں:

''میں کیا کروں۔ میں نے خدا سے کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھوں میں لوہے کے کڑے پہننے کے لئے تیار ہوں مگر وہ مجھے بار بار یہی کہتا ہے کہ نہیں نہیں میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ میں تیری حفاظت میں کھڑا ہوں اور کوئی شخص تجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا''

**مقدمات میں بھی یادالٰہی:** حضرت مسیح موعود کے مقدمات کا سلسلہ بہت لمبا تھا۔ آپ کو بعض اوقات چیف کورٹ تک مقدمات کی پیروی کرنا پڑتی تھی۔ مقدمات میں فریق مقدمہ کو عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مدعی ہو یا مدعا علیہ ایک اضطراب اور بے قراری کی حالت میں ہوتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود ہمیشہ **''دست بکار دل بہ یار''** کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ طبیعت میں کوئی بے چینی اور گھبراہٹ نہ ہوتی تھی۔ پورے استقلال اور وقار کے ساتھ متوجہ رہتے اور خاص بات یہ کہ آپ نے ان مقدمات کے دوران میں بھی کبھی کوئی نماز قضاء نہیں کی۔ اس طرح ان فرائض سے غافل نہیں ہوئے جو تعلق باللہ کا تقاضا ہیں۔ عین کچہری میں آپ وقتِ نماز پر اس طرح مشغول ہو جاتے گویا آپ کو اور کوئی کام ہی نہیں اور بسا اوقات ایسا ہوا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اور ادھر مقدمہ میں طلبی ہوئی مگر آپ اسی طرح اطمینان قلب سے نماز میں لگے رہے۔ ایک مرتبہ فرماتے ہیں کہ

''میں بٹالہ میں ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یکطرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو گا مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔''

## قبولیت دعا:

حضرت مسیح موعود کی زندگی دُعا اور قبولیتِ دُعا کا شاندار نمونہ تھی۔ حضور فرماتے ہیں:

''میں کثرت قبولیت دُعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے''

قبولیت دُعا کے چند نشانات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو حضرت مسیح پاکؑ کے تعلق باللہ کی روشن مثال ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے واقفوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواب وہ دنیا سے گذر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اس بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا۔ وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ہو گیا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالات یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے: سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ العظیم۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و ال محمد۔ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو، ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اس طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے یہی محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا''

❁ حیدرآباد دکن (آندھرا پردیش بھارت) سے ایک طالب علم عبدالکریم قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ اسے ایک دیوانے کتے نے کاٹ لیا۔ اس وقت دیوانے کتے کے کاٹے کا علاج کسولی میں ہوتا تھا۔ چنانچہ اُسے کسولی بھجوا دیا۔ جب وہ قادیان واپس آیا تو تھوڑے دن گذرے تھے کہ اس پر دیوانگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ وہ پانی سے ڈرنے لگا۔ اسے ایک الگ کمرہ میں رکھا گیا۔ کسولی کے انگریز ڈاکٹر کو تار بھجوائی گئی کہ کیا اب اس کے علاج کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ وہاں سے تار کا جواب یہ آیا۔ **Alas,nothing can be done for Abdul Karim**

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں اس معاملہ کی اطلاع دی گئی اور دُعا کے لئے عرض کیا گیا۔ حضور فرماتے ہیں:

''اس غریب الدیار طالب علم کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوئی اور یہ خیال بھی آیا کہ اس رنگ میں اس

کی موت شماتت اعداء کا موجب بھی ہوگی۔ چنانچہ مجھے خوارق عادت توجہ پیدا ہوئی ..... تب اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجہ سے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یک دفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اس نے کہا اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی۔ اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بالکل صحت یاب ہوگیا‘‘

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیان کیا۔ ایک دفعہ ایک ہندو جو گجرات کا رہنے والا تھا قادیان کسی بارات کے ساتھ آیا۔ یہ شخص علم توجہ کا بڑا ماہر تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم لوگ قادیان آئے ہوئے ہیں۔ چلو مرزا صاحب سے ملنے چلیں۔ اور اس کا منشاء یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضرت صاحب پر اپنی توجہ کا اثر ڈال کر آپ سے بھری مجلس میں کوئی بیہودہ حرکات کرائے۔ جب وہ بیت الذکر میں حضور سے ملا تو اس نے اپنے علم سے آپ پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ کمبخت کانپ اُٹھا مگر سنبھل کر بیٹھ گیا اور اپنا کام پھر شروع کر دیا اور حضرت صاحب اپنی گفتگو میں لگے رہے مگر پھر اس کے بدن پر ایک سخت لرزہ آیا اور اس کی زبان سے بھی کچھ خوف کی آواز نکلی۔ مگر وہ پھر سنبھل گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد اس نے ایک چیخ ماری اور بے تحاشا بیت الذکر سے بھاگ نکلا اور بغیر جوتا پہنے نیچے بھاگتا ہوا اتر گیا۔ اس کے ساتھی اور دوسرے لوگ اس کے پیچھے بھاگے اور اس کو پکڑ کر سنبھالا۔ جب اس کے ہوش ٹھکانے ہوئے تو اس نے بیان کیا کہ میں علم توجہ کا بڑا ماہر ہوں۔ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مرزا صاحب پر اپنی توجہ ڈالوں اور مجلس میں ان سے کوئی لغو حرکات کرواؤں۔ لیکن جب میں نے توجہ ڈالی تو میں نے دیکھا کہ میرے سامنے مگر ایک فاصلہ پر ایک شیر بیٹھا ہے۔ میں اُسے دیکھ کر کانپ گیا لیکن میں نے جی میں ہی اپنے آپ کو ملامت کی کہ یہ میرا وہم ہے چنانچہ میں نے پھر مرزا صاحب پر توجہ ڈالنی شروع کی تو میں نے دیکھا کہ پھر وہی شیر میرے سامنے ہے اور میرے قریب آ گیا ہے۔ اس پر پھر میرے بدن میں سخت لرزہ آیا مگر میں پھر سنبھل گیا اور اور میں نے جی میں اپنے آپ کو بہت ملامت کی کہ یونہی میرے دل میں وہم سے خوف پیدا ہوگیا ہے چنانچہ میں نے اپنا دل مضبوط کر کے اپنی طاقت کو جمع کر کے پھر مرزا صاحب پر اپنی توجہ کا اثر ڈالا اور پورا زور لگایا۔ اس پر ناگہاں میں نے دیکھا کہ وہی شیر میرے اوپر کود کر حملہ آور ہوا ہے اس وقت میں نے بے خود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اُٹھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہوگیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپ سے خط و کتابت رکھتا تھا۔

حضرت چوہدری حاکم علی صاحب روایت کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ کسی ہندو نے اعتراض کیا کہ حضرت ابراہیم پر آگ کس طرح ٹھنڈی ہوگئی۔ اس اعتراض کا جواب حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل نے لکھا کہ آگ سے جنگ اور عداوت کی آگ مراد ہے مگر حضرت صاحب تک یہ بات

پہنچی تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں۔اس زمانہ میں ہم موجود ہیں۔ہمیں کوئی مخالف دشمنی سے آگ کے اندر ڈال کر دیکھ لے کہ خدا اس آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے کہ نہیں۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دوسرے موقع پر اس مفہوم کو اپنے ایک شعر میں بھی بیان فرمایا ہے۔

تیرے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

خدا تعالیٰ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی محبت کا جذبہ آپ کی ذات تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری اور یاد الٰہی کی لو دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے۔چنانچہ فرماتے ہیں۔

’’کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کو یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو!اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اس محبت اور تڑپ کی گہرائی کا فہم عطا کرے کہ جو ان الفاظ کی تہہ میں پنہاں ہے۔

## تجارت کرو!مگر دین کو دنیا پر مقدم رکھو

**سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:**

’’دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں،ایک تو وہ جو (دین حق) قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔نہیں۔صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے،مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے......میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں۔گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پالیتا ہے۔دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے‘‘

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب

# پیکر رحمت و شفقت

دس شرائط بیعت میں سے شرط نمبر 9 اس طرح ہے کہ ہر بیعت کرنے والا عہد کرے کہ

''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار ہا فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی شخص کا دشمن نہیں ہوں اور میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے۔ اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں ''دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر..... انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول''

حضور کا یہ فرمان محض ایک دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ حضور کی زندگی کا لحہ لحہ ہمدردی خلائق سے معمور تھا۔ خدا کا یہ بندہ بہت ارفع اخلاق کا مالک تھا۔ ایسا کہ اسکی مثال مشکل سے ہی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اخلاق فاضلہ کے قیام کی خاطر اس آخری زمانہ میں مبعوث فرمایا تھا۔ حضور کی سیرت کے مطالعہ سے بار بار ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں اس غرض کا پورا ہونا اظہر من الشمس ہے۔ حضور کی زندگی ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے جو اخلاق فاضلہ صادر ہوئے ان کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے کئی کتب درکار ہوں گی۔ نہیں یہ کہنا شاید حقیقت کے قریب نہ ہو۔ حق یہ ہے کہ حضور کی زندگی کا لحہ لحہ ان اخلاق فاضلہ سے عبارت تھا اور اس اعتبار سے کتابوں کے ذخیرے بھی ان کو اپنے اندر سمو نہیں سکتے۔ اس مختصر مضمون میں خاکسار نے کوشش کی ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی تحریروں میں سے کچھ واقعات قارئین کے سامنے رکھوں۔

حضرت مسیح موعودؑ مہمان کے آنے سے بہت خوش ہوتے تھے اور جس وقت کوئی مہمان آتا اسی وقت اس کے لئے موسم کے لحاظ سے مشروبات مہیا فرماتے اور کھانے کا انتظام فرماتے۔ آپ کی خواہش ہوتی کہ مہمان زیادہ دیر تک رہے اور مہمان کے ساتھ آپ کا برتاؤ بے تکلفانہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مہمان نے آکر کہا کہ میرے پاس بستر نہیں ہے۔ حضور نے

حضرت حافظ حامد علی صاحب کو فرمایا کہ اس کو لحاف دے دو۔انہوں نے عرض کی کہ یہ شخص لحاف لے جائے گا۔اس پر حضور نے فرمایا۔"اگر یہ لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ ہوگا اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو ہمارا گناہ ہوگا" غور کیجئے یہ شخص بظاہر شکل وصورت سے مشتبہ دکھائی دیتا تھا مگر اس کے باوجود آپ نے اس کی مہمان نوازی میں کوئی فرق نہ فرمایا۔

بنوں کے ایک میڈیکل مشنری تھے جن کا نام ڈاکٹر پنیل (PENEL) تھا۔یہ صاحب بہت امیر کبیر تھے اور آنریری طور پر عیسائیت کے لئے کام کرتے تھے۔انہوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ہندوستان بھر کا سفر بائیسکل پر کیا۔وہ قادیان بھی آئے اور یہاں ٹھہرے۔حضور نے اسکے باوجود کہ وہ سلسلہ کے دشمن تھے ان کی خاطر تواضع اور مہمان داری کیلئے لنگر خانہ کے مہتممین کو اور دیگر احباب کو خاص طور پر تاکید کی اور ہر طرح ان کا خیال رکھا اور خاطر ومدارت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔

ایک مرتبہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی قادیان آئے۔وہ ان دنوں میں مجسٹریٹ کے ریڈر تھے۔وہ ایک دو دن کے لئے یونہی موقع نکال کر تشریف لائے تھے مگر انہوں نے جب بھی حضور سے جانے کی اجازت طلب کی تو ہمیشہ فرماتے رہے' چلے جانا' ابھی کون سی جلدی ہے؟ اور اس طرح ان کو لمبا عرصہ اپنے پاس رکھا۔

حضرت مسیح موعود کے خاندان کو سکھوں کے زمانے میں بیگووال ریاست کپورتھلہ ہجرت کرنا پڑی تھی۔ایک مرتبہ اس گاؤں کا ایک ساہوکار اپنے ایک عزیز کے علاج کے لئے قادیان آیا۔حضرت مسیح موعود کو اطلاع ہوئی تو حضور نے فوراً اس کے لئے قیام وطعام کا نہایت اعلیٰ انتظام فرمایا اور نہایت دلداری کے ساتھ بیماری کے حالات دریافت فرماتے رہے۔صرف یہی نہیں' حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کو تاکیداً علاج کے لئے ارشاد فرمایا۔حضور نے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کو سکھوں کے زمانہ میں بیگووال جانا پڑا تھا۔اس گاؤں کے ہم پر حقوق ہیں۔اس کے بعد بھی اگر کوئی وہاں سے قادیان آتا تو حضور نہایت درجہ محبت کا سلوک فرماتے۔اس طرح حضور نے احسان کا بدلہ احسان سے اتارنے کا فریضہ نہایت احسن طریق پر ادا فرمایا۔

مولوی عبدالحکیم نصیر آبادی بہت مخالف تھا اور اس نے لاہور میں فروری 1892ء میں حضرت مسیح موعود سے مباحثہ کیا تھا اور اس مباحثہ کے کاغذات بھی لیکر چلا گیا تھا' قادیان آیا۔حضرت مسیح موعود نے اطلاع ہونے پر اس کی خاطر تواضع کا حکم دیا۔اسے حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے نئے مکان کے ایک کمرہ میں اتارا گیا۔حضور نے یہ ہدایت بھی کی کہ کوئی شخص ان سے کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اس کی دل شکنی ہو۔اگر وہ دل آزاری کی ایسی بات کرے جو رنج کا موجب ہو تو اس پر بھی صبر کیا جائے۔وہ شخص باوجود اس کے کہ اخلاق ومروت کا اعلیٰ برتاؤ کیا جارہا تھا' بڑے جوش سے مخالفت کرتا رہا۔احمدی ان کی مخالفت کو سنتے اور حضور کے حکم سے مطابق نہایت ادب اور محبت سے ان کی تواضع کرتے رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ قادیان کے رئیس اعظم اور مالک تھے اور خاندانی وجاہت کے لحاظ سے کسی کے گھر آتے جاتے

نہیں تھے مگر انسانی ہمدردی اور غمگساری نے کبھی آپ کو یہ سوچنے کا موقع نہ دیا اور مریضوں کی عیادت کے لئے دوسروں کو نفع پہنچانے کے لئے اپنے پرائے کا امتیاز نہ فرماتے تھے۔ 1902ء میں ایک قریشی صاحب قادیان میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب سے علاج کروانے کیلئے آئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے کئی دفعہ دعا کے لئے عرض کیا۔ وہ جیون سنگھ جھیور نامی مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ 10 اگست 1902ء کو انہوں نے حضرت اقدسؑ کو کہلا بھیجا کہ زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا۔ حضور نے بنفسِ نفیس ان کے رہائش گاہ پر آنے کا وعدہ فرمایا اور اگلے روز جب حضور سیر کے لئے نکلے تو ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور ان سے مرض کے حالات دریافت فرماتے رہے اور تسلی دیتے رہے۔

لالہ ملاوامل ایک مرتبہ عرق النساء کے عارضہ سے بیمار ہوگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ صبح و شام ان کی خبر منگوایا کرتے اور دن میں ایک مرتبہ خود تشریف لے جا کر عیادت فرماتے۔ لالہ صاحب غیر قوم اور غیر مذہب تھے مگر ان کی پرانی رفاقت کے خیال سے عیادت بھی کرتے اور علاج بھی فرماتے۔ ایک دوا کے نتیجے میں ایک رات انہیں انیس مرتبہ اجابت ہوئی اور خون آنے کی وجہ سے ضعف ہوگیا۔ اگلے دن صبح انہوں نے کہلا بھیجا کہ حضور خود تشریف لائیں۔ حضور فوراً ان کے مکان پر چلے گئے۔ لالہ صاحب کی حالت دیکھ کر حضور کو تکلیف ہوئی۔ اور فوراً اسبغول کا لعاب نکلوا کر لالہ ملاوامل صاحب کو دیا جس سے سوزش اور خون کا آنا بھی بند ہوگیا اور ران کے درد کو بھی آرام آ گیا۔

اسی ضمن میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ایک اور واقعہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ مہر حامد علی صاحب قادیان کے ارائیوں میں سے پہلے خوش نصیب تھے جنہیں سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی سعادت عطا ہوئی۔ آپ ایک نہایت غریب مزاج تھے اور ان کا مکان فصیل قادیان سے باہر اس جگہ واقع تھا جہاں گاؤں کا کوڑا کرکٹ اور روڑیاں جمع ہوتی تھیں۔ سخت بدبو اور تعفن ہوتا تھا۔ زمین دار آدمی تھے۔ خود ان کے مکان میں بھی صفائی کا التزام نہ تھا۔ مویشیوں کا گوبر اور دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں۔ بہر حال اسی جگہ وہ رہتے تھے جب وہ بیمار ہوئے تو حضور متعدد مرتبہ اپنے احباب کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ بعض لوگوں کو بدبو کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی اور حضور بھی اس کو محسوس فرماتے مگر اشارۃً یا کنایۃً اس کا اظہار فرمایا اور نہ کبھی اسکی وجہ سے آپ ان کی خبر گیری سے رُکے۔ آپ جب بھی جاتے بڑی بشاشت سے جاتے' ان سے بہت محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے۔ اور بہت دیر تک رک کر ان کو تسلی دیتے' ادویات بتاتے اور توجہ الی اللہ کی ہدایت فرماتے۔ اور اس قدر دلچسپی لیتے کہ دیکھنے والے علیٰ وجہ البصیرت کہتے کہ کوئی عزیزوں کی خبر گیری بھی اس طرح نہیں کرتا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود پٹھان کوٹ تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو جو ہم رکاب تھے' رات کو یکا یک درد معدہ کا حملہ ہوا اور اسکے ساتھ ہی پیشاب پاخانہ بھی بند ہوگیا۔

شیخ صاحب دوسرے کمرہ میں جہاں حکیم الامت حضرت مولوی نورالدین صاحب سوئے ہوئے تھے' اس خیال سے پہلو میں لیٹ گئے کہ جونہی وہ کروٹ بدلیں گے تو عرض کروں گا۔ چنانچہ جب حضرت حکیم صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے کروٹ بدلی تو شیخ صاحب نے کہا ہائے۔ اُن کی یہ آواز حضرت اقدس مسیح موعود کے کان میں بھی پہنچ گئی جو اسکے ساتھ والے کمرے میں استراحت فرما تے تھے۔ قبل اس کے کہ حضرت مولوی صاحب اٹھتے' خود حضور اٹھ کر تشریف لے آئے اور پوچھا میاں یعقوب علی کیا ہوا؟ حضرت کی آواز کے ساتھ ہی حکیم الامت اور دوسرے احباب اٹھ بیٹھے۔ حضرت شیخ صاحب نے اپنی حالت کا اظہار کیا۔ حضور نے دوائی عطا فرمائی اور تسلی اور اطمینان دلایا کہ گھبرائیں نہیں۔ ابھی آرام آجائے گا۔ میں دعا بھی کرتا ہوں۔ حضرت صاحب کی توجہ کو دیکھ کر تمام احباب بھی کمال ہمدردی کا اظہار کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جیسے عالم اور نازک طبع اور معذور بزرگ بھی انہیں دبانے کے لئے بیٹھ گئے۔

آپ کے دل میں ہمدردی اور محبت کا ایک جوش تھا اور شفقت علی خلق اللہ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر......!!

مخدوم الملت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کے ایام میں حضرت مسیح موعودؑ کی حالت کے بارہ میں حضرت شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''اس دن سے کہ مولوی صاحب پر عمل جراحی کیا گیا' رات کا سونا قریباً حرام ہو گیا۔ باوصفیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کی وجہ سے حضرت اقدس کو تکلیف تھی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت تھی لیکن یہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولینا مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دعاؤں میں لگا رہا''

ایک مرتبہ ایک سائل آیا۔ اس نے قادیان میں ایک پھیری لگادی' وہ صبح کو اٹھتا اور حضرت میر حامد شاہ صاحب کی نظم

ہوا ناصر خدا تیرا مرے اے قادیاں والے

ہمیں بخشی اماں تو نے ہے اے دارالاماں والے

پڑھا کرتا اور کبھی کبھی حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ''ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے'' پڑھتے ہوئے قادیان کا چکر لگاتا۔

ایک ماہ رمضان میں باوجودیکہ حضرت مسیح موعود نے اس عرصہ میں متعدد مرتبہ اس کو بہت کچھ دیا لیکن وہ پھر بھی کہتا کہ میرا پیالہ بھر دو۔ چنانچہ عید کے دن بہت بڑا پیالہ لے کر آ گیا۔ اور بیت کے دروازہ کے قریب چادر بچھا کر بیٹھ گیا۔ جب حضور تشریف لائے تو سوال کیا کہ میرا پیالہ بھر دو۔ حضرت اقدس نے اس میں ایک روپیہ ڈالا۔ اس روپیہ کا ڈالنا تھا کہ روپوں کا مینہ برس پڑا اور مختلف سکوں سے اس کا پیالہ بھر گیا۔ یہ واقعہ تو علانیہ عطا کا ہے مگر عموماً حضور کی عادت مخفی دینے کی تھی۔ جس پر یہ واقعہ خوب روشنی ڈالتا ہے۔ حضرت شیخ محمد نصیب صاحب کی بیوی صاحبزادہ مرزا نصیر احمد (ابن حضرت مصلح موعود) کو دودھ پلانے پر مامور تھیں۔ ایک دفعہ باتوں باتوں میں حضور کو علم ہوا کہ شیخ صاحب کو صرف بارہ روپے تنخواہ ملتی ہے۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ شاید اس قلیل تنخواہ سے گزارہ نہ ہوتا ہو۔ آپؑ نے ایک روز گزرتے ہوئے' ان کے کمرے میں بیس پچیس روپے کی

پوٹلی پھینک دی۔شیخ صاحب کو خیال گزرا کہ معلوم نہیں یہ روپیہ کیسا ہے۔آخر معلوم ہوا کہ ان کی تنگی کا احساس کر کے حضورؑ نے رکھ دیا ہے تا آرام سے گزارا کریں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اپنا مستعمل کوٹ اپنے ایک عزیز کو اس غرض سے بھجوایا کہ وہ سردی سے محفوظ رہے مگر اس نے حقارت کے ساتھ یہ کوٹ واپس کر دیا کہ میں استعمال شدہ کپڑا نہیں پہنتا۔خادمہ جب یہ کوٹ واپس لے کر جا رہی تھی تو اتفاقاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر پڑی۔واقعہ معلوم ہونے پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ’’واپس نہ لے جاؤ۔اس سے میر صاحب کی دل شکنی ہوگی۔تم یہ کوٹ ہمیں دے جاؤ۔ہم پہنیں گے۔میر صاحب سے کہہ دینا کہ میں نے رکھ لیا ہے۔‘‘اللہ اللہ کس قدر دلداری ہے۔کیا سادگی اور بے نفسی ہے کہ دین کا بادشاہ ہو کر بھی اترے ہوئے کوٹ کے استعمال میں تامل نہیں کیا۔

میں اس مضمون کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔آپ اپنے خطاب (فرمودہ جلسہ سالانہ 1959ء) میں فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔وہ رحمت تھا اپنے عزیزوں کے لئے۔اور رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے۔اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے۔اور رحمت تھا اپنے ہمسایوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے خادموں کے لئے اور رحمت تھا سائلوں کے لئے۔اور رحمت تھا عامۃ الناس کے لئے۔اور دنیا کا کوئی چھوٹا یا بڑا طبقہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے اس نے رحمت اور شفقت کے پھول نہ بکھیرے ہوں‘‘

ڈھونڈتی ہے جلوۂ جاناں کو آنکھ　　چاند سا چہرہ ہمیں دکھلائے کون
اے مسیحا تیرے سودائی جو ہیں　　ہوش میں بتلا ان کو لائے کون
اے مسیحا ہم سے گو تُو چھٹ گیا　　دل سے پر الفت تیری چھڑوائے کون

## ارشاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

’’خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو‘‘

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

مکرم محمود احمد اشرف صاحب

# خون میں شوگر کے اُتار چڑھاؤ کی وجوہات

آپ اگر شوگر کے مریض ہیں تو آپ ضرور یہ جاننا چاہیں گے کہ شوگر کے اتار چڑھاؤ کی کیا وجوھات ہیں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ بعض مریض یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے بہت پرہیز اور احتیاط کی ہے مگر شوگر بار بار بے قابو ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ عموماً یہ ہوتی ہے کہ چینی کھانے کے علاوہ شوگر بڑھنے کے دیگر بہت سے محرکات بھی ہیں جو ہمارے علم میں نہیں ہوتے۔ بے شک مٹھاس بہت جلد شوگر لیول کو بڑھا دیتی ہے مگر درحقیقت ہر چیز خصوصاً کاربوہائیڈریٹس یعنی نشاستہ دار اشیاء کھانے سے خون میں شوگر کی سطح ضرور بڑھتی ہے۔ ذیل میں ایک فہرست دی جا رہی ہے جس سے بعض ایسے محرکات کا ہمیں علم ہو سکتا ہے۔ ان کے متعلق احتیاط کی جائے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے شوگر لیول کو قابو رکھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

**بسیار خوری:** اگر آپ میٹھی اشیاء بہت کم کھاتے ہیں مگر دیگر غذا حد سے زیادہ کھاتے ہیں۔ یعنی بسیار خور ہیں تب بھی آپ کے خون میں شوگر کی سطح لامحالہ بڑھ جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر غذا خصوصاً کاربوہیڈریٹس یعنی نشاستہ دار غذائیں ہضم ہو کر گلوکوز یعنی شوگر میں بدل جاتی ہیں۔ البتہ بعض غذاؤں کے ہضم ہونے کا وقت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے وہ فوری طور پر شوگر کو نہیں بڑھاتیں۔ وہ رفتہ رفتہ ہضم ہوتی ہیں اور رفتہ رفتہ ہی شوگر خون میں شامل ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ گوشت کھانے سے شوگر کے مریض کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ حالانکہ گوشت بھی اگر وہ زیادہ کھائے گا تو شوگر لیول ضرور بڑھے گا۔ پس تمام احتیاطوں کا خلاصہ یہی ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ کھانے پینے میں اسراف نہ کیا جائے۔

**دیگر امراض:** جسم میں انفیکشن کے خلاف جب ہمارا نظام دفاع متحرک ہوتا ہے تو خون میں شوگر لیول بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شدید زکام کے نتیجے میں بھی شوگر لیول بڑھتا ہے۔ اس لیے معمولی بیماری کو بھی نظر انداز نہ کریں۔ ایک دو دن میں فرق نہ پڑے تو معالج سے ضرور رجوع کریں۔

**ذہنی دباؤ:** جب ہم ذہنی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں تو جسم ایسے ہارمونز خارج کرتا ہے جن سے شوگر لیول بڑھتا ہے۔ اس لیے ذہنی دباؤ کے وقت خود کو پُرسکون رکھنے کا طریق بھی ہمارے علم میں ہونا چاہیے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ دل خدا کی یاد سے سکون پاتے ہیں۔ ایمان باللہ نصیب نہ ہو تو انسان شعوری یا لاشعوری طور پر کسی نہ کسی شکل میں ضرور پریشانی کا شکار رہو گا۔ اس لیے خدا چاہے تو ذکر الٰہی اور عبادت سے انسان ذہنی دباؤ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ گہرے سانس لینا، چہل قدمی

کرنا، کسی کام میں مشغول ہوجانا ذہنی دباؤ کو کم کرنے میں مدد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔

**خشک میوہ جات:** یہ غلط فہمی بڑی عام ہے کہ اکثر پھل کھانے سے شوگر نہیں بڑھتی۔حقیقت یہ ہے کہ ہر پھل کھانے سے شوگر بڑھتی ہے۔البتہ بعض پھل ایسے ہیں جو شوگر کے مریض کھا سکتے ہیں کیونکہ ان میں نسبتاً شوگر کم ہوتی ہے۔لیکن یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ اکثر خشک میوہ جات شوگر کو فوری طور پر بہت زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ان کے حجم کے اعتبار سے ان میں چینی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔اس لیے بہت قلیل مقدار میں بھی ان کا کھانا اس پہلو سے مضر ثابت ہوتا ہے۔ان میوہ جات میں کشمکش، خشک خوبانی، خشک آلو بخارا جیسے پھل شامل ہیں۔

## آیئے اب خون میں شوگر کی سطح کم ہونے کے بعض محرکات کا جائزہ لیں

**ورزش:** جسمانی ورزش سے خون میں موجود شوگر استعمال ہوتی ہے۔ورزش سے مراد ہر طرح کی جسمانی حرکت ہے۔اس لئے اگر آپ باقاعدہ ورزش نہیں بھی کرتے تب بھی پیدل چلنا، سائیکل چلانا، گھر کے کام کاج کرنا سب مفید ہیں۔اور ان سے شوگر کی سطح کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ذیابیطس کی بنیادی وجوہات میں ایک وجہ ہمارا موجودہ طرز زندگی بھی ہے یعنی ایک ہی جگہ بیٹھ کر کام کرنا اور جسمانی کاموں کا کم ہوجانا۔انسولین شوگر کو توانائی میں تبدیل کرتی ہے۔لیکن جسمانی حرکت کے نتیجے میں بھی کچھ شوگر استعمال ہوتی ہے۔اس لیے ہر قسم کی ورزش مفید ہے۔

**بعض غذائیں:** تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض غذائیں بھی شوگر کی سطح کو کم کرتی ہیں۔کسی بھی علاج سے پہلے اور علاج کے ساتھ ساتھ بھی علاج بالغذا کو ترجیح دینی چاہیے۔اس سلسلے میں عمومی بات تو یہ ہے کہ زیادہ فائبر والی غذا کو زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔اور ان میں سرفہرست پھل اور سبزیاں ہیں۔بعض تحقیقات سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ سبزی خور لوگوں کی ذیابیطس کو کنٹرول کرنا آسان ہوتا ہے۔جو غذائیں شوگر کی سطح کو کم کرتی ہیں ان میں سے ایک سادہ دہی ہے۔دراصل اچھے بیکٹریا غذا کو ہضم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔اسی طرح یہ شوگر کو بھی جذب کرتے ہیں۔دہی بیکٹریا ہی بناتے ہیں۔اس لیے اس کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔لیکن یہ قدرتی طریق پر تیار ہونے والا دہی ہونا چاہئے۔کئی قسم کے دہی ایسے ہوتے ہیں جنھیں ذائقہ دار بنانے کے لیے اس میں دیگر چیزیں یہاں تک کہ چینی بھی ملائی جاتی ہے۔ایسے دہی ذیابیطس کے لیے بہر حال نقصان دہ ہیں۔ادرک بھی اس مرض میں فائدہ مند ہے۔ادرک کا قہوہ یا براہ راست کھانے میں استعمال دونوں طرح ہی مفید ہے۔اسی طرح کلونجی کا استعمال بھی مفید ثابت ہوا ہے۔دارچینی جو ایک درخت کی چھال ہے کا استعمال بھی ذیابیطس میں مفید پایا گیا ہے۔

جناب فیض احمد فیض صاحب

# جو تجھ سے عہدِ وفا استوار رکھتے ہیں

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے
ہے اہل دل کے لئے اب یہ نظم بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد
بہت ہے ظلم کے دست بہانہ جو کے لئے
جو چند اہل جنوں تیرے نام لیوا ہیں
بنے ہیں اہل ہوس، مدعی بھی، منصف بھی
کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں
مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
ترے فراق میں یوں صبح و شام کرتے ہیں
بجھا جو روزن زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہو گی
چمک اُٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے
کہ اب سحر ترے رُخ پر بکھر گئی ہو گی
غرض تصور شام و سحر میں جیتے ہیں
گرفت سایہ دیوار و در میں جیتے ہیں

یونہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
نہ ان کی رسم نئی ہے، نہ اپنی ریت نئی
یونہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
نہ ان کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی

اِسی سبب سے فلک کا گلہ نہیں کرتے
ترے فراق میں ہم دل برا نہیں کرتے

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
گر آج اوج پہ ہے طالع رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں
علاج گردش لیل و نہار رکھتے ہیں

## صالح اور خادم دین اولاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''جو والدین اپنے بچوں کو وقفِ نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو''

احباب اپنے مخلص اور ذہین بچوں کو وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تیار کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید)

مکرم قائد صاحب تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

# نتائج مقابلہ سالانہ مقالہ نویسی 2015ء

## بعنوان

## "مجلس انصار اللہ کے پچھتر سال"

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والے سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی 2015ء بعنوان **"مجلس انصاراللہ کے 75 سال"** کا نتیجہ درج ذیل ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ❁ | **اول** | مکرم مجید احمد بشیر صاحب | ناصر ڈیفنس۔لاہور | **331/400** |
| ❁ | **دوم** | مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب | دارالعلوم شرقی ربوہ | **318/400** |
| ❁ | **سوم** | مکرم امتیاز حسین شاہد صاحب | ماڈل کالونی کراچی | **294/400** |

## اگلی نو پوزیشنز

| | | | |
|---|---|---|---|
| ❁ | **1۔** | مکرم نصیر احمد بدر صاحب | دارالعلوم شرقی۔ربوہ |
| ❁ | **2۔** | مکرم لطف المنان خان صاحب | جوہر ٹاؤن۔لاہور |
| ❁ | **3۔** | مکرم ناصر احمد محمود صاحب | پتوکی۔قصور |
| ❁ | **4۔** | مکرم عزیز احمد صاحب | ماڈل کالونی۔کراچی |
| ❁ | **5۔** | مکرم محمد افضل قمر صاحب | گلشن پارک۔لاہور |
| ❁ | **6۔** | مکرم اقبال حیدر یوسفی صاحب | گلشن جامی۔کراچی |
| ❁ | **7۔** | مکرم اختر حسین صاحب | دارالبرکات۔ربوہ |
| ❁ | **8۔** | مکرم محمد ایوب قمر صاحب | دارالیمن شرقی صادق۔ربوہ |
| ❁ | **9۔** | مکرم راجہ سعید احمد صاحب | ماڈل کالونی۔کراچی |
| ❁ | | مکرم میاں مجیب الرحمٰن حمید صاحب | فیصل ٹاؤن۔لاہور |
| ❁ | | مکرم شیخ سعید احمد صاحب | گلشن حدید۔کراچی |

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

# مجالس انصاراللہ کی مساعی

## ریفریشر کورسز،میٹنگز، اجلاسات واجتماعات

**13 نومبر 2015 نظامت ضلع عمرکوٹ** کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں مرکزی نمائندگان مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان، مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب نائب صدر، مکرم محمد محمود طاہر صاحب اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب نے شرکت کی۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ حاضری **435** رہی۔

**یکم جنوری 2016ء مجلس دارالفضل کنری ضلع عمرکوٹ** کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ حاضری 13 رہی۔

**3 جنوری 2016ء نظامت اعلیٰ ضلع تھرپارکر** کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ 5 مجالس کے زعماء اور 100 فیصد اراکین عاملہ نے شرکت کی۔

**6 جنوری 2016ء نظامت اعلیٰ ضلع عمرکوٹ** کے زعما مجالس کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم طارق مسعود صاحب منعقد ہوا۔ حاضری 25 رہی۔

**3 جنوری 2016ء نظامت اعلیٰ علاقہ لاہور** کے عہدیداران کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس انصاراللہ منعقد ہوا۔ صدر صاحب مجلس کے علاوہ مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم مشہود احمد صاحب قائد وقفِ جدید، مکرم محمد محمود طاہر صاحب نائب صدر صف دوم نے شمولیت کی۔ حاضری 26 رہی۔

**7 جنوری 2016ء نظامت اعلیٰ ضلع میرپور آزاد کشمیر** کا مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے دورہ کیا۔ نیوسٹی میں جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مکرم صدر صاحب نے انصار کو نصائح کیں اور سوالات کے جوابات دیئے۔ حاضری 128 رہی۔

**8 جنوری 2016ء کو زعماء مجالس اور ضلعی عاملہ میرپور آزاد کشمیر** کے ساتھ عہدیداران کے ساتھ ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ تمام ممبران شامل تھے، محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔ حاضری 37 رہی۔

**9 جنوری 2016ء علاقہ فیصل آباد** کا ریفریشر کورس ہوا۔ محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس اور 5 قائدین کرام نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔ حاضری 25 رہی۔

**10جنوری 2016ء مجلس بھاٹی گیٹ لاہور** کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔حاضری 10 رہی۔

**18جنوری 2016ء ضلع فیصل آباد** کا ریفریشر کورس ہوا محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس اور 6 قائدین کرام نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔حاضری 30 رہی۔

**19جنوری 2016ء زعامت علیاء ربوہ** کا ریفریشر کورس ہوا محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس اور 8 قائدین کرام نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔حاضری 108 رہی۔

**23جنوری 2016ء نظامت اعلیٰ ضلع کراچی** کا خصوصی اجلاس بیت الرحیم میں منعقد ہوا جس میں خدام الاحمدیہ سے انصاراللہ کی تنظیم میں آنے والے انصار شامل ہوئے۔ناظم صاحب اعلیٰ ضلع نے تنظیم کے تعارف کے علاوہ ہدایات دیں۔حاضری 17 رہی۔

## میڈیکل کیمپس و خدمت خلق (ایثار)

**ماہ دسمبر 2015ء نظامت اعلیٰ ضلع عمرکوٹ** نے دورانِ ماہ 10 عدد سویٹر نادار افراد میں تقسیم کئے، 130 مریضوں کو بعد چیک اپ ادویات دیں اور 20 مریضوں کی عیادت کی۔

**11دسمبر 2015ء نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد** کے زیر اہتمام گنڈا سنگھ اور 76 گ ب میں میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا جس میں 454 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

## وقار عمل

**13دسمبر 2015ء نظامت اعلیٰ ضلع کراچی** کے زیر اہتمام ہل پارک اور عزیز بھٹی پارک میں وقار عمل کئے گئے جن میں مجموعی طور پر **366** انصار، خدام اور اطفال نے حصہ لیا۔

## ذہانت و صحت جسمانی

**6دسمبر 2015ء نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد** کی سالانہ پکنک جناح باغ میں ہوئی ممبران عاملہ کے علاوہ دیگر انصار نے شرکت کی۔مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب نے بلڈ پریشر کی بیماری پر سیر حاصل لیکچر دیا۔25 انصار نے حصہ لیا۔

**24جنوری 2016ء نظامت اعلیٰ ضلع کراچی** کی سالانہ سپورٹس ریلی احاطہ بیت الرحمٰن کلفٹن میں منعقد ہوئی۔والی بال، رسہ کشی، گولہ پھینکنا، نیزہ پھینکنا اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات ہوئے۔والی بال اور رسہ کشی کے مقابلہ کے لئے کراچی کی 30 مجالس کو 8 سیکٹر میں تقسیم کیا گیا۔والی بال میں ہر سیکٹر سے 7 اور رسہ کشی کے لئے 13 کھلاڑی شامل کئے گئے۔

**24جنوری 2016ء مجلس ڈرگ کالونی کراچی** نے بیت الرحمٰن کلفٹن میں منعقد ہونے والی ضلعی سپورٹس ریلی میں شمولیت کی۔تین تین مجالس کی سیکٹر ٹیمیں بنائی گئی تھیں جن میں (مجلس ڈرگ کالونی مجلس ڈرگ روڈ اور مجلس رفاہ عامہ سوسائٹی شامل تھیں) رسہ کشی، والی بال، گولہ پھینکنا، نیزہ پھینکنا کے مقابلہ جات ہوئے۔ڈرگ کالونی کے 9 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔

حضرت صوفی احمد جان صاحب کا تاریخی مکان جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مؤرخہ 23/مارچ 1889ء کو پہلی بیعت لی

لدھیانہ اور اس کا محلّ وقوع

Editor: Mahmood Ahmad Ashraf

Regd #: FR - 8

Monthly
# ANSARULLAH

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631

March 2016 (A.D)/ Jamadi ul Awal,Jamadi ul Sani 1437 (H) / Amaan 1395 (H.S)

## الوداعی تقریب سابق صدر مجلس و ممبران مرکزی عاملہ

محترم حافظ مظفر احمد صاحب، محترم چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب، محترم قریشی عبدالجلیل صادق صاحب
محترم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب مہمان خصوصی محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی سے شیلڈ وصول کرتے ہوئے

ضلعی عہدیداران نظامت اعلیٰ مجلس انصاراللہ کراچی کا سالانہ ریفریشر کورس
صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان اور امیر جماعت ہائے احمدیہ کراچی ریفریشر کورس کے موقع پر زعمائے اعلیٰ کے ہمراہ